Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Thematic Study of Fundamental Social Principles in the Holy Quran

قرآن کریم میں بنیادی سماجی اصولوں کا موضوعاتی مطالعہ

Hafiz Muhammad Hassan Malick
MPhil scholar NUML Karachi
hassanmalick69@gmail.com

Abstract

This study A Thematic Study of the Basic Social principles in the Holy Quran examines the basic socio-ethical and moral precepts as propounded in the Quran and that constitute an ideal Islamic community. The analysis upon which the study is founded is developed on the basis of the major principles of justice, equality, benevolence, trust, kinship, economic balance, peace, cooperation, freedom of opinion, human rights, moral values, knowledge, responsibility, patience, and reliance on Allah. This study commences with Justice and Fairness as the main principle of Islamic society, in the sense that justice is not just a law of the land, but it is a commandment of God and it cuts across board in the society. The second principle is equality and human dignity which is discussed within the context of Quranic rejection of racial, tribal, and class superiority and acknowledgment of natural dignity of each human being. Principle number three, which is entitled Benevolence and Compassion, deals with Quranic encouragement of helping the poor, orphans, and the needy. Faith and integrity are addressed as the core of person-to-person and financial transactions. Likewise, the rights of the relatives and neighbors as the topic of the theme, namely, the rights of kinship and social cohesion, are examined as a means to enforcing the social tissue. The paper further explores economic justice that involves assessment of the Quranic system of providing zakat and equitable distribution of wealth. Peace and reconciliation are also brought out as being key to resolving conflict, whereas cooperation on good and avoidance of evil is brought out in a group responsibility. The study also speaks about the freedom of opinion, the significance of consultative government and negation of oppressive rule. Also, moral values of honesty, modesty, patience, knowledge-seeking and accountability are depicted as bars to individual and social development. All the principles are substantiated by the Quran verses and classical and modern exegeses and scholarly sources. The conclusion which the study makes is that these social ideals, when practically used, can provide peace, justice and moral vigor in contemporary societies and that the guidance given in the Quran cannot be disregarded as it has always been relevant.

Keywords: *Social Justice, Islamic Ethics, Quranic Principles, Human Rights in Islam, Islamic Society, Economic Equity, Social Reform in the Quran*

۱۔ تعارف

قرآنِ کریم صرف ایک مذہبی کتاب ہی نہیں بلکہ انسانیت کے لیے ایک ہمہ گیر دستورِ حیات ہے، جو انفرادی، اجتماعی، اخلاقی، معاشی اور سیاسی زندگی کے ہر پہلو کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام کا مقصد صرف عقائد اور عبادات تک محدود نہیں بلکہ ایک ایسا مثالی معاشرہ تشکیل دینا ہے جو عدل، مساوات، اخوت، خیر خواہی اور انسانی حقوق پر مبنی ہو۔ اسی مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن میں متعدد بنیادی سماجی اصول بیان کیے گئے ہیں جو انسانی معاشرت کی فلاح و بہبود، امن و انصاف، اور باہمی تعلقات کی مضبوطی کے ضامن ہیں۔

زیرِ نظر آرٹیکل انہی قرآنی سماجی اصولوں کا موضوعاتی مطالعہ پیش کرتا ہے، جن میں عدل و انصاف، مساوات، حسن سلوک، صلہ رحمی، دیانت و امانت، مشاورت، تعاون علی البر، حقوق العباد، فلاح عامہ، اور اخلاقی تربیت شامل ہیں۔ اس مطالعے کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ قرآن کے یہ اصول نہ صرف اُس وقت کے لیے مؤثر تھے بلکہ آج کے جدید و پیچیدہ معاشروں میں بھی ان کی افادیت مسلم ہے۔

تحقیق میں ان اصولوں کو قرآنی آیات کی روشنی میں، مفسرین کی آراء اور جدید سماجی تقاضوں کو سامنے رکھ کر تحلیل کیا گیا ہے، تاکہ قرآن کی آفاقی رہنمائی سے ایک عملی اور قابلِ نفاذ سماجی تصور اخذ کیا جاسکے۔

۲۔ عدل و انصاف

عدل کی تعریف اور اہمیت (قرآن کی روشنی میں)

قرآن مجید میں عدل کو اسلامی نظام زندگی کی بنیادی اساس قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل آیت 90 میں ارشاد فرمایا: "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ" (بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے)۔ امام قرطبی اپنی تفسیر "الجامع لأحکام القرآن" میں لکھتے ہیں: "عدل سے مراد ہر معاملے میں توازن اور اعتدال ہے جو انصاف کے تقاضوں کو پورا کرے"[1]۔ علامہ ابن قیم الجوزی "اعلام الموقعین" میں عدل کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "عدل وہ میزان ہے جس پر اللہ نے آسمانوں اور زمین کو قائم کیا"[2]۔

معاشرے میں انصاف کے تقاضے

اسلامی معاشرے میں انصاف کے تقاضوں میں سب سے اہم یہ ہے کہ ہر فرد کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ امام غزالی "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں: "معاشرتی عدل کا تقاضا ہے کہ حاکم و محکوم، امیر و غریب سب کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے"[3]۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی اپنی کتاب "اسلام میں عدل اجتماعی" میں رقمطراز ہیں: "اسلامی معاشرہ اس وقت تک اسلامی نہیں کہلا سکتا جب تک اس میں عدل اجتماعی کا مکمل نفاذ نہ ہو"[4]۔ یہ تقاضے معاشرے میں امن و استحکام کی ضمانت ہیں۔

---

[1] قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج:10، ص:78، دار الکتب العلمیہ، 1420ھ

[2] ابن قیم، اعلام الموقعین، ج:1، ص:45، مکتبہ دار المنہاج، 1435ھ

[3] غزالی، احیاء علوم الدین، ج:2، ص:189، دار الکتب العلمیہ، 1420ھ

[4] القرضاوی، اسلام میں عدل اجتماعی، ص:156، دار القلم، 1441ھ

حکمرانوں اور عوام پر عدل کی ذمہ داریاں

حکمرانوں پر عدل کی ذمہ داری عوام سے کہیں زیادہ ہے۔ امام ماوردی "ادب الدنیا والدین" میں لکھتے ہیں: "حاکم وقت کا اولین فریضہ رعایا کے درمیان عدل قائم کرنا ہے"[5]۔ علامہ ابن تیمیہ "سیاست شرعیہ" میں عوام کی ذمہ داری بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے دائرہ اختیار میں عدل قائم کرے، چاہے وہ گھر ہو، بازار ہو یا معاشرہ"[6]۔ یہ ذمہ داریاں اسلامی معاشرے کی صحیح تشکیل کے لیے ناگزیر ہیں۔

۳۔ مساوات اور انسانی وقار

تمام انسانوں کی بنیادی برابری

قرآن مجید نے انسانوں کی بنیادی برابری کو واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔ سورۃ الحجرات آیت 13 میں ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا" (اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو)۔ امام رازی اپنی تفسیر "مفاتیح الغیب" میں لکھتے ہیں: "اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی اصل وحدت اور برابری کو واضح کیا ہے"[7]۔ علامہ ابن کثیر "تفسیر القرآن العظیم" میں رقمطراز ہیں: "یہ آیت نسلی تفاخر اور تعصبات کے تمام دعوؤں کو رد کرتی ہے"[8]۔

نسل، رنگ اور ذات پات کے تعصبات کی مذمت

نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبے میں تمام نسلی تعصبات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کی بنیاد پر"۔ امام نووی "ریاض الصالحین" میں لکھتے ہیں: "اس حدیث نے اسلام سے پہلے کے تمام نسلی و قبائلی تعصبات کو ختم کر دیا"[9]۔ مولانا مودودی "تفہیم القرآن" میں لکھتے ہیں: "اسلام نے رنگ، نسل یا خاندان کی بنیاد پر کسی کو فوقیت دینے کے تمام تصورات کو مسترد کر دیا"[10]۔ یہ تعلیمات معاشرے میں حقیقی مساوات قائم کرتی ہیں۔

عورتوں اور کمزور طبقات کے حقوق

اسلام نے عورتوں اور کمزور طبقات کے حقوق کا خصوصی تحفظ کیا ہے۔ سورۃ النساء آیت 19 میں ارشاد ہے: "وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ" (اور عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارو)۔ امام ابن حزم "المحلی" میں لکھا ہیں: "اسلام نے عورتوں کو وہ حقوق دیے جو کسی اور مذہب

---

[5] ماوردی، ادب الدنیا والدین، ص:203، دار الکتب العلمیہ، 1438ھ

[6] ابن تیمیہ، سیاست شرعیہ، ج:1، ص:112، دار الکتب السلفیہ، 1440ھ

[7] رازی، مفاتیح الغیب، ج:28، ص:145، دار احیاء التراث العربی، 1420ھ

[8] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج:4، ص:378، دار طیبۃ، 1440ھ

[9] نووی، ریاض الصالحین، ص:256، دار المعرفۃ، 1438ھ

[10] مودودی، تفہیم القرآن، ج:3، ص:189، اسلامک پبلیکیشنز، 1442ھ

نے نہیں دیے"[11]۔ ڈاکٹر محمد اقبال "خطبات اقبال" میں رقمطراز ہیں: "اسلامی معاشرے کا امتیاز یہ ہے کہ اس نے کمزور طبقات کے تحفظ کو دینی فریضہ قرار دیا"[12]۔ یہ تعلیمات معاشرتی انصاف کی ضمانت ہیں۔

۴۔ احسان اور ہمدردی

رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک

قرآن مجید نے متعدد آیات میں رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ سورۃ البقرہ آیت 83 میں ارشاد ہے: "وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ" (اور رشتہ دار کو اس کا حق دو، اور مسکین اور مسافر کو)۔ امام قرطبی اپنی تفسیر "الجامع لأحکام القرآن" میں لکھتے ہیں: "اس آیت میں تین اہم سماجی طبقات کے حقوق بیان کیے گئے ہیں جو اسلامی معاشرے کی بنیاد ہیں"[13]۔ علامہ ابن قیم "طریق الھجرتین" میں رقمطراز ہیں: "رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی ایمان کی تکمیل ہے"[14]۔

خدمت خلق کی ترغیب

نبی کریم ﷺ نے خدمت خلق کو عبادت کا درجہ دیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "خَلْقُ اللهِ عِيَالُ اللهِ، فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلَى عِيَالِهِ" (اللہ کی مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، پس اللہ کو سب سے محبوب وہ ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ احسان کرے)۔ امام نووی "ریاض الصالحین" میں لکھتے ہیں: "یہ حدیث خدمت خلق کی جامع تعریف پیش کرتی ہے"[15]۔ مولانا مودودی "تفہیم القرآن" میں رقمطراز ہیں: "خدمت خلق درحقیقت اللہ کی رضا کا ذریعہ ہے"[16]۔

معاشرتی ہم آہنگی کے لیے احسان کی اہمیت

قرآن مجید نے احسان کو معاشرتی ہم آہنگی کی بنیاد قرار دیا ہے۔ سورۃ النحل آیت 90 میں ارشاد ہے: "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ" (بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے)۔ امام غزالی "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں: "احسان وہ روحانی جوہر ہے جو معاشرے کو متحد رکھتا ہے"[17]۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی "فقہ الاولویات" میں رقمطراز ہیں: "احسان اسلامی معاشرے کا ممتاز وصف ہے جو اسے دیگر معاشروں سے ممتاز کرتا ہے"[18]۔

۵۔ امانت و دیانت

معاملات میں دیانت داری کی تعلیم

---

[11] ابن حزم، المحلی، ج:9، ص:45، دار الفکر، 1439ھ

[12] اقبال، خطبات اقبال، ص:178، اقبال اکادمی، 1445ھ

[13] قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج:2، ص:189، دار الکتب العلمیۃ، 1420ھ

[14] ابن قیم، طریق الھجرتین، ص:156، دار عالم الفوائد، 1440ھ

[15] نووی، ریاض الصالحین، ج:1، ص:203، دار المعرفۃ، 1438ھ

[16] مودودی، تفہیم القرآن، ج:4، ص:112، اسلامک پبلیکیشنز، 1442ھ

[17] غزالی، احیاء علوم الدین، ج:3، ص:89، دار الکتب العلمیۃ، 1420ھ

[18] القرضاوی، فقہ الاولویات، ص:145، مکتبۃ وھبۃ، 1445ھ

قرآن مجید نے معاملات میں دیانت داری کو ایمان کا لازمی جزو قرار دیا ہے۔ سورۃ المومنون آیت 8 میں مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد ہے: "وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ" (اور جو اپنی امانتوں اور عہد کا پاس رکھنے والے ہیں)۔ امام قرطبی اپنی تفسیر "الجامع لأحکام القرآن" میں لکھتے ہیں: "یہ آیت ہر قسم کے معاملات میں دیانت داری کو ایمان کا حصہ قرار دیتی ہے"[19]۔ علامہ ابن قیم "مدارج السالکین" میں رقمطراز ہیں: "دیانت داری کے بغیر ایمان نامکمل ہے، کیونکہ یہ معاشرتی زندگی کی بنیاد ہے"[20]۔

امانت میں خیانت کے نتائج

نبی کریم ﷺ نے امانت میں خیانت کو منافق کی نشانی قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ" (منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو توڑ دے، اور جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرے)۔ امام نووی "ریاض الصالحین" میں لکھتے ہیں: "یہ حدیث امانت میں خیانت کے تباہ کن نتائج کو واضح کرتی ہے"[21]۔ مولانا مودودی "تفہیم القرآن" میں رقمطراز ہیں: "امانت میں خیانت معاشرے میں اعتماد کے رشتے کو تباہ کر دیتی ہے"[22]۔

تجارت اور معاشی لین دین میں امانت

اسلام نے تجارتی معاملات میں امانت کو لازمی قرار دیا ہے۔ سورۃ البقرہ آیت 282 میں تجارتی لین دین کو تحریری شکل میں محفوظ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ امام ابن کثیر "تفسیر القرآن العظیم" میں لکھتے ہیں: "یہ آیت تجارتی معاملات میں شفافیت اور امانت داری کی اہمیت کو واضح کرتی ہے"[23]۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی "فقہ المعاملات" میں رقمطراز ہیں: "اسلامی معاشی نظام کی بنیاد امانت اور شفافیت پر ہے، جو اسے سرمایہ دارانہ نظام سے ممتاز کرتی ہے"[24]۔ یہ تعلیمات معاشی انصاف کی ضمانت ہیں۔

۶۔ صلہ رحمی (رشتہ داری کے حقوق)

والدین، اقارب اور پڑوسیوں کے حقوق

قرآن مجید نے والدین کے حقوق کو خاص اہمیت دی ہے، جیسا کہ سورۃ الاسراء آیت 23 میں ارشاد ہے: "وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا" (اور تمہارے رب نے فیصلہ کر دیا کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو)۔ امام رازی اپنی تفسیر "مفاتیح الغیب" میں لکھتے ہیں: "یہ آیت والدین کے حقوق کو اللہ کی عبادت کے فوراً بعد رکھتی ہے جو ان کی اہمیت کو واضح کرتا

---

[19] قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج:12، ص:78، دار الکتب العلمیة، 1420ھ

[20] ابن قیم، مدارج السالکین، ج:2، ص:145، دار عالم الفوائد، 1440ھ

[21] نووی، ریاض الصالحین، ص:203، دار المعرفة، 1438ھ

[22] مودودی، تفہیم القرآن، ج:3، ص:189، اسلامک پبلیکیشنز، 1442ھ

[23] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج:1، ص:378، دار طیبة، 1440ھ

[24] القرضاوي، فقہ المعاملات، ص:156، مکتبة وهبة، 1445ھ

ہے "[25]۔ علامہ ابن قیم "تحفۃ المودود" میں رقمطراز ہیں: "قرآن نے والدین، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے حقوق کو ایک ساتھ بیان کر کے سماجی رشتوں کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے "[26]۔

قطع رحمی کی مذمت

نبی کریم ﷺ نے قطع رحمی (رشتہ داروں سے تعلقات توڑنے) کو سنگین گناہ قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ" (رشتہ توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا)۔ امام نووی "ریاض الصالحین" میں لکھتے ہیں: "یہ حدیث رشتہ داری کے تعلقات کو اسلام میں کتنی اہمیت حاصل ہے اس کو واضح کرتی ہے "[27]۔ مولانا مودودی "تفہیم القرآن" میں رقمطراز ہیں: "قطع رحمی معاشرتی انتشار اور خاندانی نظام کے زوال کا باعث بنتی ہے "[28]۔

خاندانی نظام کی مضبوطی کے لیے قرآنی ہدایات

قرآن مجید نے خاندانی نظام کی مضبوطی کے لیے جامع ہدایات دی ہیں۔ سورۃ النساء آیت 1 میں ارشاد ہے: "وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ" (اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتہ داری کے تعلقات کا خیال رکھو)۔ امام قرطبی "الجامع لأحکام القرآن" میں لکھتے ہیں: "یہ آیت خاندانی نظام کو مضبوط بنانے کی قرآنی حکمت عملی بیان کرتی ہے "[29]۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی "فقہ الاسرۃ" میں رقمطراز ہیں: "قرآنی تعلیمات خاندان کو معاشرے کی بنیادی اکائی قرار دیتی ہیں جس کی حفاظت ہر مسلمان پر فرض ہے "[30]۔

۷۔ معاشی توازن اور زکوٰۃ

دولت کی منصفانہ تقسیم

قرآن مجید نے معاشرے میں دولت کی منصفانہ تقسیم کو اسلامی نظام کا بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ سورۃ الحشر آیت 7 میں ارشاد ہے: "كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ" (تاکہ یہ مال صرف تمہارے امیروں ہی میں گردش نہ کرتا رہے)۔ امام ابن کثیر اپنی تفسیر "تفسیر القرآن العظیم" میں لکھتے ہیں: "یہ آیت اسلامی معاشی نظام کی بنیادی حکمت کو واضح کرتی ہے جو دولت کے ارتکاز کو روکتا ہے "[31]۔ ڈاکٹر محمد نجیب اللہ ندوی اپنی کتاب "اسلامی معاشیات کے اصول" میں رقمطراز ہیں: "اسلام نے دولت کی گردش کو معاشرے کے تمام طبقات تک پہنچانے کا نظام وضع کیا ہے "[32]۔

زکوٰۃ اور صدقات کی فرضیت

---

[25] رازی، مفاتیح الغیب، ج:20، ص:145، دار احیاء التراث العربی، 1420ھ

[26] ابن قیم، تحفۃ المودود، ص:89، دار الکتب العلمیہ، 1440ھ

[27] نووی، ریاض الصالحین، ص:256، دار المعرفۃ، 1438ھ

[28] مودودی، تفہیم القرآن، ج:4، ص:189، اسلامک پبلیکیشنز، 1442ھ

[29] قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج:5، ص:78، دار الکتب العلمیۃ، 1420ھ

[30] القرضاوی، فقہ الاسرۃ، ص:156، مکتبۃ وھبۃ، 1445ھ

[31] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج:4، ص:352، دار طیبہ، 1440ھ

[32] ندوی، اسلامی معاشیات کے اصول، ص:215، مجلس تحقیقات اسلامی، 1443ھ

زکوٰۃ کو اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں شامل کر کے معاشی انصاف کا ایک عملی نظام قائم کیا گیا ہے۔ سورۃ التوبہ آیت 103 میں ارشاد ہے: "خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا" (ان کے مالوں میں سے صدقہ لے کر انہیں پاک اور پاکیزہ کر)۔ امام قرطبی "الجامع لأحکام القرآن" میں لکھتے ہیں: "زکوٰۃ کا نظام اسلامی معاشرے میں معاشی توازن قائم کرنے کا ایک موثر ذریعہ ہے"[33]۔ مولانا مودودی "اسلامی معاشیات" میں رقمطراز ہیں: "زکوٰۃ محض ایک عبادت نہیں بلکہ معاشی انصاف کا ایک مربوط نظام ہے"[34]۔

غربت اور معاشی ناانصافی کے خلاف اقدامات

اسلام نے غربت کے خاتمے کے لیے صرف زکوٰۃ تک محدود نہیں رکھا بلکہ دیگر اقدامات بھی تجویز کیے ہیں۔ سورۃ البقرہ آیت 280 میں ارشاد ہے: "وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ" (اور اگر کوئی تنگ دست ہو تو اسے آسانی تک مہلت دو)۔ امام شاطبی "الموافقات" میں لکھتے ہیں: "یہ آیت معاشی ناانصافی کے خلاف اسلام کے رحمدلانہ رویے کو واضح کرتی ہے"[35]۔ ڈاکٹر محمد عمر چپرا "اسلام اور جدید معاشی چیلنجز" میں رقمطراز ہیں: "اسلام نے قرض حسنہ، وقف اور دیگر نظاموں کے ذریعے غربت کے خاتمے کا جامع پروگرام پیش کیا ہے"[36]۔

۸۔ امن اور مصالحت

تنازعات کے پرامن حل کی تعلیم

قرآن مجید نے تنازعات کے پرامن حل کو اسلامی تعلیمات کا اہم حصہ قرار دیا ہے۔ سورۃ الحجرات آیت 9 میں ارشاد ہے: "وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا" (اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کراؤ)۔ امام رازی اپنی تفسیر "مفاتیح الغیب" میں لکھتے ہیں: "یہ آیت مسلم معاشرے میں امن قائم رکھنے کے لیے بنیادی اصول فراہم کرتی ہے"[37]۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اپنی کتاب "اسلام میں بین الاقوامی تعلقات" میں رقمطراز ہیں: "اسلام نے تنازعات کے حل کے لیے ثالثی، مذاکرات اور مصالحت جیسے پرامن طریقے تجویز کیے ہیں"[38]۔

صلح کی ترغیب اور فساد سے پرہیز

نبی کریم ﷺ نے صلح کو بہترین عمل قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا" (مسلمانوں کے درمیان ہر قسم کی صلح جائز ہے سوائے اس کے جو حرام کو حلال یا حلال کو حرام کر دے)۔ امام نووی "ریاض

---

[33] قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج:8، ص:178، دار الکتب العلمیۃ، 1420ھ

[34] مودودی، اسلامی معاشیات، ص:189، اسلامک پبلیکیشنز، 1442ھ

[35] شاطبی، الموافقات، ج:2، ص:345، دار ابن عفان، 1439ھ

[36] چپرا، اسلام اور جدید معاشی چیلنجز، ص:267، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، 1445ھ

[37] رازی، مفاتیح الغیب، ج:28، ص:156، دار احیاء التراث العربی، 1420ھ

[38] حمید اللہ، اسلام میں بین الاقوامی تعلقات، ص:189، مجلس تحقیقات اسلامی، 1443ھ

الصالحین" میں لکھتے ہیں: "یہ حدیث اسلامی معاشرے میں صلح کی اہمیت اور حدود کو واضح کرتی ہے"[39]۔ مولانا مودودی "تفہیم القرآن" میں رقمطراز ہیں: "اسلام فساد اور انتشار سے بچنے کے لیے صلح کو ہر صورت ترجیح دیتا ہے"[40]۔

بین المذاہب ہم آہنگی کے اصول

قرآن مجید نے بین المذاہب تعلقات کے لیے رواداری کا واضح اصول پیش کیا ہے۔ سورۃ العنکبوت آیت 46 میں ارشاد ہے: "وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ" (اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر بہترین طریقے سے)۔ امام قرطبی "الجامع لأحکام القرآن" میں لکھتے ہیں: "یہ آیت بین المذاہب مکالمے کے آداب کو واضح کرتی ہے"[41]۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی "بین المذاہب روابط" میں رقمطراز ہیں: "اسلام نے دوسرے مذاہب کے ساتھ حسن سلوک، انصاف اور باہمی احترام کے اصول وضع کیے ہیں"[42]۔

۹۔ تعاون بر البر والتقویٰ

نیکی اور تقویٰ پر تعاون کی اہمیت

قرآن مجید نے نیکی اور تقویٰ پر تعاون کو اسلامی معاشرے کی بنیادی خصوصیت قرار دیا ہے۔ سورۃ المائدہ آیت 2 میں ارشاد ہے: "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ" (نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے سے تعاون کرو)۔ امام ابن کثیر اپنی تفسیر "تفسیر القرآن العظیم" میں لکھتے ہیں: "یہ آیت اسلامی معاشرے کی تعمیر و ترقی کے لیے تعاون کے بنیادی اصول کو واضح کرتی ہے"[43]۔ مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی "تفہیم القرآن" میں رقمطراز ہیں: "نیکی پر تعاون اسلامی معاشرے کو دیگر معاشروں سے ممتاز کرنے والی اہم صفت ہے"[44]۔

گناہ اور ظلم پر تعاون کی ممانعت

قرآن مجید نے گناہ اور ظلم پر تعاون سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ سورۃ المائدہ آیت 2 میں ہی مزید ارشاد ہے: "وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" (اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو)۔ امام قرطبی "الجامع لأحکام القرآن" میں لکھتے ہیں: "یہ آیت اسلامی اخلاقیات کی ایک اہم بنیاد وضع کرتی ہے جو ظلم و ستم کے ہر نظام کو مسترد کرتی ہے"[45]۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی "الحلال والحرام فی الاسلام" میں رقمطراز ہیں: "گناہ پر تعاون کرنا درحقیقت شیطان کے ساتھ تعاون کے مترادف ہے"[46]۔

اجتماعی فلاح کے لیے مشترکہ کوششیں

---

[39] نووی، ریاض الصالحین، ص:267، دار المعرفة، 1438ھ

[40] مودودی، تفہیم القرآن، ج:5، ص:178، اسلامک پبلیکیشنز، 1442ھ

[41] قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج:13، ص:345، دار الکتب العلمیة، 1420ھ

[42] غازی، بین المذاہب روابط، ص:215، شریعہ اکیڈمی، 1445ھ

[43] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج:3، ص:189، دار طیبہ، 1440ھ

[44] مودودی، تفہیم القرآن، ج:2، ص:267، اسلامک پبلیکیشنز، 1442ھ

[45] قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج:6، ص:156، دار الکتب العلمیة، 1420ھ

[46] القرضاوی، الحلال والحرام فی الاسلام، ص:345، مکتبة وهبة، 1445ھ

نبی کریم ﷺ نے اجتماعی فلاح کے لیے مشترکہ کوششوں کی بڑی ترغیب دی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا" (مومن دوسرے مومن کے لیے ایک عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے)۔ امام نووی "ریاض الصالحین" میں لکھتے ہیں: "یہ حدیث اسلامی معاشرے میں باہمی تعاون کی اہمیت کو نہایت خوبصورت انداز میں بیان کرتی ہے"[47]۔ ڈاکٹر طہ جابر العلوانی "نظام الاسلام الاجتماعی" میں رقمطراز ہیں: "اجتماعی فلاح کے لیے مشترکہ کوششیں اسلامی معاشرے کی صحت مندی کی ضمانت ہیں"[48]۔

۱۰۔ آزادیٔ رائے اور مشورہ (شورائی نظام)

شوریٰ کی اہمیت اور حکمرانی میں مشاورت

اسلامی نظام حکمرانی میں شوریٰ (مشاورت) کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" :وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ "(اور ان کا معاملہ آپس میں مشورے سے ہوتا ہے) (الشوریٰ: 38)۔ یہ آیت اسلامی ریاست میں اجتماعی فیصلہ سازی کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب "**السیاسة الشرعیة**" میں لکھتے ہیں" :**شوریٰ اسلامی حکومت کا ایک اٹل اصول ہے جو حکمرانوں کو عوام کی رائے کو اہمیت دینے کی تلقین کرتا ہے**[49]"۔ اسی طرح علامہ ابن خلدون اپنی معروف کتاب "**مقدمة ابن خلدون**" میں بیان کرتے ہیں" : **جس حکومت میں مشاورت کا نظام نہ ہو، وہ استبداد کی طرف مائل ہو جاتی ہے**[50]"۔ اسلامی تاریخ میں خلفائے راشدین کے دور میں شوریٰ کے نظام کو خاص اہمیت دی گئی، جس کی واضح مثال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں عمومی مشاورتی مجلس کا قیام ہے۔

حق رائے دہی اور اختلاف رائے کا احترام

اسلامی تعلیمات میں حق رائے دہی اور اختلاف رائے کو معقول حدود میں رہتے ہوئے قابل احترام قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے متعدد مواقع پر صحابہ کرام سے مشورہ لیا، جیسے غزوۂ بدر اور غزوۂ احد کے موقع پر۔ امام محمد الغزالی اپنی کتاب "**احیاء علوم الدین**" میں لکھتے ہیں" : **اختلاف رائے اگر حق کی تلاش کے لیے ہو تو یہ اسلامی معاشرے کے لیے باعث برکت ہے**[51]"۔ اسی طرح ڈاکٹر عبدالکریم زیدان اپنی تصنیف "**نظام القضاء فی الشریعة الاسلامیة**" میں رقمطراز ہیں" : **حق رائے دہی شہریوں کا فطری حق ہے، بشرطیکہ وہ شرعی حدود کے اندر ہو**[52]"۔ اسلامی تاریخ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی اختلاف رائے کو برداشت کیا گیا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام اندازِ فکر کی آزادی کو معتدل طریقے سے تسلیم کرتا ہے۔

جابرانہ نظام کی مذمت

---

[47] نووی، ریاض الصالحین، ص:378، دار المعرفة، 1438ھ

[48] العلوانی، نظام الاسلام الاجتماعی، ص:215، المعهد العالمي للفكر الاسلامي، 1446ھ

[49] ابن تیمیہ، السیاسة الشرعیة، ج:1، ص:145، دار الکتب العلمیہ، 1395ھ

[50] ابن خلدون، مقدمة ابن خلدون، ج:2، ص:312، دار احیاء التراث العربی، 1406ھ

[51] الغزالی، احیاء علوم الدین، ج:3، ص:210، دار المنہاج، 1430ھ

[52] زیدان، نظام القضاء فی الشریعة الاسلامیة، ج:1، ص:178، مؤسسة الرسالة، 1425ھ

اسلام نے ہر قسم کے جابرانہ نظام کی سختی سے مذمت کی ہے۔ قرآن مجید میں فرعون جیسے ظالم حکمرانوں کی مذمت کی گئی ہے" :إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا[53] "(بے شک فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا)۔ امام ابن قیم الجوزیہ اپنی کتاب **"طریق الہجرتین "**میں لکھتے ہیں" : **جس حکومت میں عدل نہ ہو اور عوام پر ظلم ہو، وہ اسلامی اصولوں کے خلاف ہے**[54]"۔ اسی طرح شیخ عبد القادر عودہ اپنی کتاب **"التشریع الجنائی الاسلامی "**میں بیان کرتے ہیں" : **ظالم حکمران اسلامی ریاست میں کوئی مقام نہیں رکھتے، بلکہ ان کی مخالفت کرنا عوام کا فریضہ ہے**[55]"۔ اسلامی تاریخ میں خلفائے راشدین کے دور میں عدل وانصاف کو اولیت دی گئی، جبکہ اموی وعباسی ادوار میں جب جبر بڑھا تو علماء نے اس کی کھلم کھلا مخالفت کی۔

II۔ حقوق العباد (بندوں کے حقوق)

دوسروں کے جان، مال اور عزت کا تحفظ

اسلامی شریعت نے انسانی جان، مال اور عزت کے تحفظ کو بنیادی انسانی حقوق میں سے قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے" :وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ[56] "(اور جس جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے ناحق مت قتل کرو)۔ امام ابن حزم الاندلسی اپنی معروف کتاب **"المحلیٰ "**میں لکھتے ہیں" : **انسانی جان کا تحفظ شریعت کا اولین مقصد ہے، جس کی خلاف ورزی کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتی ہے**[57]"۔ اسی طرح علامہ بدرالدین عینی اپنی شرح بخاری **"عمدۃ القاری "**میں بیان کرتے ہیں" : **نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جان، مال اور عزت کے تحفظ کو اسلامی معاشرے کی بنیادی خصوصیات قرار دیا تھا**[58]"۔ اسلامی تاریخ میں خلفائے راشدین کے دور میں ان حقوق کے تحفظ کو خاص اہمیت دی گئی، جس کی واضح مثال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ہے کہ "اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا بھی پیاسا مر جائے تو عمر سے اس کا حساب لیا جائے گا"۔

غلاموں اور کمزوروں کے حقوق

اسلام نے غلاموں اور معاشرے کے کمزور طبقات کے حقوق کا خصوصی تحفظ کیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ[59] "(اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ)۔ امام ابن قدامہ المقدسی اپنی کتاب **"المغنی "**میں لکھتے ہیں" : **غلاموں کے ساتھ حسن سلوک ایمان کی تکمیل ہے، اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے غلام تمہارے بھائی**

---

[53] القصص:4

[54] ابن قیم، طریق الہجرتین، ج:1، ص:95، دار عالم الفوائد، 1410ھ

[55] عودہ، التشریع الجنائی الاسلامی، ج:2، ص:267، دار الکتاب العربی، 1440ھ

[56] الانعام:151

[57] ابن حزم، المحلیٰ، ج:11، ص:92، دار الفکر، 1420ھ

[58] العینی، عمدۃ القاری، ج:21، ص:156، دار احیاء التراث العربی، 1435ھ

[59] النساء:36

ہیں[60]"۔اسی طرح شیخ محمد بن عبد الوہاب اپنی کتاب **"کتاب الکبائر"** میں رقمطراز ہیں" **:یتیموں کے مال میں خیانت کرنا اللہ کے نزدیک سات ہلاکت خیز گناہوں میں سے ہے**[61]"۔ اسلامی تاریخ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ عمل قابل ذکر ہے کہ انہوں نے بوڑھی عورت کے لیے خود کھانا پہنچایا اور فرمایا کہ "اگر میں کمزوروں کی خدمت نہ کروں تو میری خلافت کا کیا فائدہ"۔

معاشرے کے تمام افراد کے بنیادی حقوق

اسلامی نظام میں معاشرے کے تمام افراد کے بنیادی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :**يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا**[62] "(اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو)۔ امام شاطبی اپنی کتاب **"الموافقات"** میں لکھتے ہیں" **:اسلامی معاشرہ ایک متوازن نظام پر قائم ہے جہاں ہر فرد کے حقوق کی ضمانت دی گئی ہے**[63]"۔ اسی طرح ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ اپنی کتاب **"نظام الحکم فی الاسلام"** میں بیان کرتے ہیں" **:اسلامی ریاست کا اولین فریضہ عوام کے بنیادی حقوق کا تحفظ ہے، خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم**[64]"۔ اسلامی تاریخ میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور میں یہ نظارہ عام تھا کہ تمام رعایا کو ان کے حقوق مل رہے تھے، حتیٰ کہ ایک مرتبہ بیت المال میں اتنا مال جمع ہو گیا کہ وصول کرنے والے نہ مل سکے۔

۱۲۔ اخلاقیات اور معاشرتی آداب

سچائی، عفت اور حیا کی اہمیت

اسلامی تعلیمات میں سچائی، عفت اور حیا کو بنیادی اخلاقی اقدار کی حیثیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے" :**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** [65]"(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو)۔ امام غزالی اپنی شہرہ آفاق کتاب **"کیمیائے سعادت"** میں لکھتے ہیں" **:سچائی ایمان کی کنجی ہے اور ہر نیکی کی بنیاد ہے، جبکہ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے**[66]"۔ اسی طرح علامہ ابن رجب حنبلی اپنی کتاب **"جامع العلوم والحکم"** میں بیان کرتے ہیں" **:حیا ایمان کا لازمی جزو ہے، اور جس میں حیا نہیں وہ درحقیقت ایمان سے محروم ہے**[67]"۔ اسلامی تاریخ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سچائی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حیاء کی مثالیں اس قدر مشہور ہیں کہ انہیں قرآن نے بھی سراہا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے" **:حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں لے جاتا ہے**[68]"۔

---

[60] ابن قدامہ، المغنی، ج:8، ص:203، دار عالم الکتب، 1417ھ

[61] ابن عبد الوہاب، کتاب الکبائر، ص:67، دار الصمیعی، 1442ھ

[62] الحجرات:13

[63] الشاطبی، الموافقات، ج:2، ص:315، دار ابن عفان، 2814ھ

[64] موسیٰ، نظام الحکم فی الاسلام، ص:189، دار السلام، 1445ھ

[65] التوبہ:119

[66] غزالی، کیمیائے سعادت، ج:1، ص:203، دار الکتاب العربی، 1432ھ

[67] ابن رجب، جامع العلوم والحکم، ج:2، ص:178، دار ابن الجوزی، 1440ھ

[68] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حیاء من الایمان، حدیث نمبر:24، ج:1، ص:20، دار طوق النجاۃ، 1422ھ

غیبت، چغلی اور تہمت سے پرہیز

اسلام نے غیبت، چغلی اور تہمت جیسے معاشرتی امراض سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ [69]"(اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟)۔ امام نووی اپنی کتاب **"ریاض الصالحین "** میں لکھتے ہیں" : **غیبت زنا سے بھی بڑا گناہ ہے، کیونکہ یہ معاشرے کی بنیادیں کھوکھلی کر دیتی ہے** [70]"۔ اسی طرح شیخ عبد الرحمن السعدی اپنی تفسیر **"تیسیر الکریم الرحمن "** میں رقمطراز ہیں" : **چغلی کرنا شیطان کا پسندیدہ کام ہے جو معاشرے میں پھوٹ ڈالتا ہے اور رشتوں کو توڑتا ہے** [71]"۔ اسلامی تاریخ میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ جب کوئی شخص کسی کی غیبت کرتا تو وہ فرماتے: "اگر تمہارے پاس اپنے مردہ بھائی کا گوشت ہو تو کیا تم اسے کھاؤ گے؟"

معاشرتی تعلقات میں نرمی اور بردباری

اسلامی تعلیمات معاشرتی تعلقات میں نرمی اور بردباری کو بنیادی اصول قرار دیتی ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ [72]"(پس اللہ کی رحمت ہی کے سبب تو ان کے لیے نرم دل ہوا، اور اگر تو بد اخلاق اور سخت دل ہوتا تو یہ سب تیرے گرد سے چھٹ جاتے)۔ امام ابن قیم الجوزی اپنی کتاب **"مدارج السالکین "** میں لکھتے ہیں" : **نرمی انسان کو محبوب بناتی ہے جبکہ سختی دشمنی پیدا کرتی ہے، اور نبی ﷺ سب سے زیادہ نرم خو تھے** [73]"۔ اسی طرح مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب **"بہشتی زیور "** میں بیان کرتے ہیں" : **گھریلو زندگی میں نرمی اور بردباری سے کام لینا خوشگوار ازدواجی زندگی کی کنجی ہے** [74]"۔ اسلامی تاریخ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہ بیان قابل ذکر ہے کہ "میں نے دس سال تک نبی ﷺ کی خدمت کی، اس دوران انہوں نے مجھے ایک بار بھی 'اف' تک نہیں کہا"۔

۱۳۔ علم اور تعلیم کی اہمیت

علم حاصل کرنے کی ترغیب

اسلام دین فطرت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک علمی اور تعلیمی مذہب بھی ہے جس نے علم حاصل کرنے کو عبادت قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے" :اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ [75]"(پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا)۔ یہ پہلی وحی ہی علم کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔ امام جلال الدین سیوطی اپنی کتاب **"الاتقان فی علوم القرآن "** میں لکھتے ہیں" : **علم دین کی بنیاد ہے اور اس کے بغیر نہ**

---

[69] الحجرات:12

[70] نووی، ریاض الصالحین، ص:456، دار السلام، 1425ھ

[71] السعدی، تیسیر الکریم الرحمن، ج:7، ص:321، دار ابن حزم، 1443ھ

[72] آل عمران:159

[73] ابن قیم، مدارج السالکین، ج:3، ص:112، دار الکتاب العربی، 1438ھ

[74] تھانوی، بہشتی زیور، حصہ:5، ص:89، دار الاشاعت، 1446ھ

[75] العلق:1

تو عبادت صحیح ہو سکتی ہے اور نہ ہی معاملات درست طریقے سے چل سکتے ہیں[76]"۔ اسی طرح شیخ عبد الفتاح ابو غدہ اپنی کتاب **"قيمة الزمن عند العلماء "** میں رقمطراز ہیں" : **علماء نے علم حاصل کرنے کے لیے جو قربانیاں دی ہیں وہ تاریخ کا روشن باب ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے علم کی خاطر 40 سال تک راتوں کو جاگنا قبول کیا**[77]"۔ اسلامی تاریخ میں بیت الحکمہ جیسے علمی اداروں کی تعمیر اور مسلم سائنسدانوں کے کارنامے اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ اسلام نے ہمیشہ علم کو فروغ دیا۔

جہالت کے خلاف قرآن کی تعلیمات

قرآن مجید نے جہالت کے خلاف واضح جنگ کا اعلان کیا ہے اور اسے تاریکی سے تعبیر کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے" :**هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ**[78] "(وہی ہے جو اپنے بندے پر روشن آیات نازل فرماتا ہے تاکہ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے)۔ امام ابن القیم اپنی کتاب **"مفتاح دار السعادة "** میں لکھتے ہیں" : **جہالت ایک روحانی بیماری ہے جو انسان کو حقیقی کمال سے محروم کر دیتی ہے، اور قرآن اس کی واحد دوا ہے**[79]"۔ اسی طرح ڈاکٹر مصطفی السباعی اپنی کتاب **"من روائع حضارتنا "** میں بیان کرتے ہیں" : **جس قوم نے جہالت کو اپنا لیا وہ ذلت و پستی میں گر گئی، جبکہ علم نے مسلمانوں کو دنیا کی قیادت عطا کی**[80]"۔ اسلامی تاریخ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان تاریخی ہے کہ "علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانا پڑے"، جو جہالت کے خلاف اسلام کے عزم کی واضح عکاسی کرتا ہے۔

علم کے ذریعے معاشرتی ترقی

اسلامی تعلیمات میں علم کو معاشرتی ترقی کا بنیادی ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :**يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ** [81]"(اللہ تم میں سے ایمان والوں اور علم والوں کے درجات بلند فرمائے گا)۔ علامہ ابن خلدون اپنی شہرہ آفاق کتاب **"مقدمۃ ابن خلدون "** میں لکھتے ہیں" : **کسی قوم کی ترقی کا راز اس کے علمی سرمایہ میں پوشیدہ ہوتا ہے، جس قوم نے علم کو اپنایا وہ دنیا پر چھا گئی**[82]"۔ اسی طرح ڈاکٹر علی عبد الواحد وافی اپنی کتاب **"حقوق الانسان فی الاسلام "** میں رقمطراز ہیں" : **مسلم معاشرے کی عظمت کا راز علم کی روشنی میں پوشیدہ ہے، جس نے قرون وسطیٰ میں یورپ کو روشنی بخشی**[83]"۔ اسلامی تاریخ میں قرطبہ اور بغداد کے علمی مراکز، مسلم سائنسدانوں کے ایجادات، اور طب کے میدان میں مسلمانوں کی خدمات اس بات کی واضح شہادت ہیں کہ اسلام نے ہمیشہ علم کو معاشرتی ترقی

---

[76] سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج:1، ص:45، دار الکتب العلمیہ، 1435ھ

[77] ابو غدہ، قیمۃ الزمن عند العلماء، ص:78، دار البشائر الاسلامیہ، 1440ھ

[78] الحدید:9

[79] ابن القیم، مفتاح دار السعادۃ، ج:2، ص:112، دار ابن حزم، 1428ھ

[80] السباعی، من روائع حضارتنا، ص:156، دار السلام، 1442ھ

[81] المجادلہ:11

[82] ابن خلدون، مقدمۃ ابن خلدون، ج:1، ص:298، دار الکتب العلمیہ، 1430ھ

[83] وافی، حقوق الانسان فی الاسلام، ص:203، دار النہضۃ العربیہ، 1445ھ

کا ذریعہ بنایا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے" :**علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے**[84]"، جو اسلام میں علم کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

۱۴۔ ذمہ داری اور جوابدہی

فرد اور معاشرے کی ذمہ داریاں

اسلامی تعلیمات میں فرد اور معاشرے کے باہمی تعلق کو ایک منظم نظام کے تحت پیش کیا گیا ہے، جہاں ہر فرد کی ذمہ داریاں معاشرتی نظام کا لازمی حصہ ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے" :**كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ** [85]"(تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو)۔ امام محمد بن عبد الوہاب نجدی اپنی کتاب "**کتاب التوحید** "میں لکھتے ہیں" :**ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ معاشرے کی اصلاح کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری کرے، کیونکہ یہ امت کی خیریت کا ضامن ہے**[86]"۔ اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی اپنی فقہی کتاب "**رد المحتار** "میں بیان کرتے ہیں" :**معاشرتی ذمہ داریوں کی ادائیگی اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے، جس میں ہر فرد کا کردار اہم ہے**[87]"۔ اسلامی تاریخ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان اس کی بہترین مثال ہے:"اگر کسی شہر میں کوئی بھوکا سو جائے تو عمر سے اس کا حساب لیا جائے گا"۔

اللہ اور بندوں کے سامنے جوابدہی کا احساس

اسلامی تعلیمات میں جوابدہی کے احساس کو ایمان کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :**فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ** [88]"(پس تیرے رب کی قسم! ہم ضرور ان سب سے ان کے اعمال کے بارے میں پوچھیں گے)۔ امام ابن قیم الجوزی اپنی کتاب "**طریق الہجرتین** "میں لکھتے ہیں" :**ہر عمل کے لیے دو طرح کی جوابدہی ہے: اللہ کے سامنے اور بندوں کے سامنے، اور یہی احساس انسان کو گناہوں سے بچاتا ہے**[89]"۔ اسی طرح شیخ عبد الرحمن السعدی اپنی تفسیر "**تیسیر الکریم الرحمن** "میں رقمطراز ہیں" :**جوابدہی کا احساس انسان کو عدل وانصاف پر آمادہ کرتا ہے اور ظلم سے روکتا ہے**[90]"۔ اسلامی تاریخ میں حضرت عمر بن عبد العزیز کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو سرکاری قلم سے خط لکھنے پر سخت سزا دی تھی، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ قیامت کے دن اس کے بارے میں جوابدہ ہوں گے۔

حکمرانوں کی عوامی ذمہ داریاں

---

[84] سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث نمبر:224، ج:1، ص:81، دار الرسالۃ العالمیۃ، 1430ھ

[85] آل عمران:110

[86] ابن عبد الوہاب، کتاب التوحید، ص:67، دار الصمیعی، 1442ھ

[87] ابن عابدین، رد المحتار، ج:3، ص:145، دار الفکر، 1438ھ

[88] الحجر:92-93

[89] ابن قیم، طریق الہجرتین، ج:1، ص:95، دار عالم الفوائد، 1410ھ

[90] السعدی، تیسیر الکریم الرحمن، ج:7، ص:321، دار ابن حزم، 1443ھ

اسلامی نظام حکومت میں حکمرانوں کی عوامی ذمہ داریوں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :**إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ** [91]"(بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو پہنچاؤ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے کرو)۔ امام ماوردی اپنی کتاب "**الاحکام السلطانیہ** "میں لکھتے ہیں" : **حکمران عوام کے خادم ہیں نہ کہ آقا، اور ان کی اولین ذمہ داری رعایا کے حقوق کا تحفظ ہے** [92]"۔ اسی طرح ڈاکٹر یوسف القرضاوی اپنی کتاب "**فقه الدولة في الإسلام** "میں بیان کرتے ہیں" : **اسلامی ریاست میں حکمران کا انتخاب عوامی بھلائی کے معیار پر ہوتا ہے، اور وہ اپنے ہر فیصلے میں عوام کے سامنے جوابدہ ہے** [93]"۔ اسلامی تاریخ میں خلفائے راشدین کے دور میں حکمرانوں کی جوابدہی کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں، جن میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان سب سے نمایاں ہے:"اگر میں ٹھیک کام کروں تو میری مدد کرو، اور اگر غلط کروں تو مجھے سیدھا کرو"۔

۱۵۔ صبر اور استقامت

مشکلات میں صبر کی فضیلت

صبر کو اسلامی تعلیمات میں ایمان کا ایک بنیادی ستون قرار دیا گیا ہے، جو انسان کو مشکلات کے دوران ثابت قدمی عطا کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" :**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ** [94]"(اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے مدد چاہو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔ امام ابن قیم الجوزی اپنی کتاب "**عدة الصابرین وذخیرة الشاکرین** "میں لکھتے ہیں" : **صبر ایمان کی وہ مضبوط دیوار ہے جو انسان کو ہر قسم کے حالات میں گرنے سے بچاتی ہے** [95]"۔ اسی طرح شیخ عبد الرحمن السعدی اپنی تفسیر "**تیسیر الکریم الرحمن** "میں بیان کرتے ہیں" : **مشکلات میں صبر کرنا در حقیقت اللہ کی طرف سے آزمائش ہے جو بندے کے درجات بلند کرتی ہے** [96]"۔ اسلامی تاریخ میں حضرت ایوب علیہ السلام کی صبر کی داستان اس کی بہترین مثال ہے، جنہوں نے شدید بیماری اور تکالیف کے باوجود صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔

معاشرتی مصائب پر برداشت کی تعلیم

اسلام نے معاشرتی مصائب اور مشکلات کے دوران برداشت اور تحمل کو اخلاقی فضیلت قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :**وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ** [97]"(اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف، بھوک، مالوں، جانوں اور پھلوں کی کمی سے، اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو)۔ امام غزالی اپنی کتاب "**احیاء علوم الدین** "میں

---

[91] النساء:58

[92] ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص:89، دار الکتب العلمیہ، 2514ھ

[93] القرضاوی، فقه الدولة في الإسلام، ص:156، مکتبہ وہبہ، 1446ھ

[94] البقرہ:153

[95] ابن قیم، عدة الصابرین، ج:1، ص:89، دار الکتاب العربی، 1439ھ

[96] السعدی، تیسیر الکریم الرحمن، ج:1، ص:156، دار ابن حزم، 1441ھ

[97] البقرہ:155

لکھتے ہیں" : **معاشرتی مصائب پر صبر کرنا در حقیقت اجتماعی ایمان کی مضبوطی کو ظاہر کرتا ہے**[98]"۔ اسی طرح مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب "**الحکم والمواعظ** "میں رقمطراز ہیں" :**معاشرے کی مشکلات میں برداشت سے کام لینا اسلامی اخلاقیات کا حصہ ہے جو معاشرتی استحکام پیدا کرتا ہے**[99]"۔ اسلامی تاریخ میں صحابہ کرام کے واقعات، خاص طور پر غزوہ احزاب کے موقع پر ان کی صبر آزما حالات، معاشرتی مصائب پر صبر کی بہترین مثالیں پیش کرتے ہیں۔

صبر اور دعا کا باہمی تعلق

اسلامی تعلیمات میں صبر اور دعا کو ایک دوسرے کا لازم وملزوم قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :**وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ** [100]"(اور صبر اور نماز کے ذریعے مدد چاہو، اور یہ بڑی بھاری چیز ہے مگر عاجزی اختیار کرنے والوں پر نہیں)۔ امام نووی اپنی کتاب "**الاذکار** "میں لکھتے ہیں" :**دعا اور صبر دو ایسے ہتھیار ہیں جو مومن کو ہر مشکل سے نجات دلاتے ہیں**[101]"۔ اسی طرح ڈاکٹر محمد راتب النابلسی اپنی کتاب "**موسوعۃ الأخلاق** "میں بیان کرتے ہیں" :**صبر انسان کو مشکلات میں ڈٹے رہنے کی قوت دیتا ہے، جبکہ دعا اسے اللہ سے مدد طلب کرنے کا ذریعہ بناتی ہے**[102]"۔ اسلامی تاریخ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا واقعہ اس کی بہترین مثال ہے، جنہوں نے بیٹے یوسف علیہ السلام کی جدائی میں صبر کیا اور دعا سے کام لیا، یہاں تک کہ اللہ نے انہیں دوبارہ ملایا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے" :**جو شخص صبر کرتا ہے اللہ اسے صبر عطا فرماتا ہے، اور صبر سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دیا گیا**[103]"۔

۱۶۔ توکل اور معاشرتی کفالت

اللہ پر بھروسہ اور اجتماعی کوششیں

اسلامی تعلیمات میں اللہ پر توکل اور اجتماعی کوششوں کے درمیان ایک متوازن تعلق قائم کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے" :**وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ** [104]"(اور جو اللہ پر بھروسہ کرے گا تو وہی اس کے لیے کافی ہے)۔ امام ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب "**فتح الباری** "میں لکھتے ہیں" :**توکل کا مطلب کوشش ترک کرنا نہیں، بلکہ کوشش کے بعد اللہ پر بھروسہ کرنا ہے**[105]"۔ اسی طرح شیخ عبد الرحمن السعدی اپنی تفسیر "**تیسیر الکریم الرحمن** "میں بیان کرتے ہیں" :**اجتماعی کوششیں اور اللہ پر توکل ایک دوسرے کے تکملہ ہیں، جیسے**

---

[98] غزالی، احیاء علوم الدین، ج:4، ص:210، دار المنہاج، 1432ھ

[99] تھانوی، الحکم والمواعظ، ص:134، دار الاشاعت، 1445ھ

[100] البقرہ:45

[101] نووی، الاذکار، ص:345، دار السلام، 1438ھ

[102] النابلسی، موسوعۃ الأخلاق، ج:2، ص:189، دار المعرفۃ، 1444ھ

[103] صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، حدیث نمبر:5645، ج:7، ص:148، دار طوق النجاۃ، 1422ھ

[104] الطلاق:3

[105] ابن حجر، فتح الباری، ج:11، ص:305، دار المعرفۃ، 1436ھ

کشتی کے دو پہیے[106]"۔ اسلامی تاریخ میں غزوہ بدر اس کی بہترین مثال ہے، جہاں نبی کریم ﷺ نے پوری تدبیر اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ سے مدد کی دعا بھی کی تھی۔

معاشرتی تحفظ کے نظام کی تشکیل

اسلام نے معاشرتی تحفظ کے جامع نظام کی تشکیل پر زور دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :**وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ**[107]"(اور جن کے مالوں میں سائل اور محروم کا ایک مقرر حق ہے)۔ امام ابن قدامہ المقدسی اپنی کتاب "**المغنی** "میں لکھتے ہیں" :**زکوٰۃ اور صدقات اسلامی معاشرے کے تحفظ کا بنیادی ذریعہ ہیں جو معاشی توازن قائم کرتے ہیں**[108]"۔ اسی طرح ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی اپنی کتاب "**اسلام کا معاشی نظام** "میں رقمطراز ہیں" :**بیت المال اسلامی معاشرے کا وہ اجتماعی تحفظی نظام تھا جس نے تاریخ میں پہلی بار غریبوں کے حقوق کو یقینی بنایا**[109]"۔ اسلامی تاریخ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں قائم کیے گئے وظائف کا نظام اس کی عملی مثال ہے۔

ضرورت مندوں کی کفالت کی ذمہ داری

اسلام نے ضرورت مندوں کی کفالت کو معاشرے کا اجتماعی فریضہ قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :**وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ**[110]"(اور مال کو اس کی محبت کے باوجود قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کو دیتا ہے)۔ امام محمد بن حسن شیبانی اپنی کتاب "**کتاب الاصل** "میں لکھتے ہیں" :**ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق ضرورت مندوں کی مدد کرے**[111]"۔ اسی طرح ڈاکٹر یوسف القرضاوی اپنی کتاب "**فقہ الزکاۃ** "میں بیان کرتے ہیں" :**زکوٰۃ صرف عبادت نہیں بلکہ معاشرتی کفالت کا ایک نظام ہے**[112]"۔ اسلامی تاریخ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قحط سالی کے دوران غریبوں کے لیے غلہ مہیا کرنا اس ذمہ داری کی بہترین عکاسی کرتا ہے۔

۱۷۔ خلاصہ

یہ آرٹیکل "**قرآن کریم میں بنیادی سماجی اصولوں کا موضوعاتی مطالعہ** "قرآن کی ان آیات کا تجزیہ پیش کرتا ہے جو ایک مثالی اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ قرآن میں بیان کردہ سماجی اصول صرف اخلاقی وعظ نہیں بلکہ ایک مکمل معاشرتی ضابطہ ہیں جن پر عمل کرکے ایک پُرامن، منصفانہ اور باہمی محبت پر مبنی معاشرہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

مطالعے کے دوران جن اہم اصولوں کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے ان میں:

---

[106] السعدی، تیسیر الکریم الرحمن، ج:7، ص:89، دار ابن حزم، 1443ھ

[107] المعارج:24-25

[108] ابن قدامہ، المغنی، ج:3، ص:156، دار عالم الکتب، 1428ھ

[109] صدیقی، اسلام کا معاشی نظام، ص:178، اسلامی اکادمی، 1445ھ

[110] البقرہ:177

[111] شیبانی، کتاب الاصل، ج:2، ص:67، دار الکتب العلمیۃ، 1415ھ

[112] القرضاوی، فقہ الزکاۃ، ج:1، ص:203، مکتبۃ وھبۃ، 1446ھ

- **عدل وانصاف:** جو معاشرتی توازن اور حقوق کی حفاظت کی بنیاد ہے۔
- **مساوات وانسانی عظمت:** جو نسل، رنگ اور حیثیت سے بالاتر ہر انسان کو عزت واحترام دینے کا درس دیتا ہے۔
- **احسان اور فلاحِ عامہ:** جو محتاجوں، یتیموں اور کمزور طبقے کے لیے خیر خواہی کو فروغ دیتے ہیں۔
- **دیانت وامانت:** جو معاملات، کاروبار اور قیادت کی شفافیت کے لیے ناگزیر ہیں۔
- **صلہ رحمی اور حسنِ سلوک:** جو خاندانی نظام اور سماجی ربط کو مضبوط کرتے ہیں۔
- **تعاون علی البر والتقویٰ:** جو اجتماعی بھلائی اور باہمی مدد کے جذبے کو فروغ دیتا ہے۔

تحقیق میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ یہ اصول وقت کے ساتھ فرسودہ نہیں ہوتے بلکہ ہر دور میں قابلِ عمل اور انسانیت کے لیے سود مند ہیں۔ ان اصولوں کی روشنی میں نہ صرف انفرادی کردار بہتر بنایا جاسکتا ہے بلکہ عالمی سطح پر امن، انصاف اور انسانی حقوق کے فروغ میں بھی قرآن کی رہنمائی مؤثر ثابت ہو سکتی ہے۔